صفی الرحمٰن

زندگی کا مقصد

انسان کا اعلیٰ ترین شرف کیا ہے۔ اس کا ایک ہی جواب ہے اور وہ ہے "بامقصد زندگی"۔ بامقصد زندگی انسانی ترقی کی اعلیٰ ترین منزل ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بھی ایسا کام جس میں بظاہر کوئی غرض شامل ہو اس کو اختیار کرنے سے زندگی بامقصد ہو جائے گی۔ نہیں بلکہ وہی زندگی حقیقتاً بامقصد زندگی ہے جس میں انسان اپنی اعلیٰ ترین حیثیت کو پالے۔ جس میں اس کی شخصیت اپنے امتیازی وصف کے ساتھ ظہور کر سکے وہی بامقصد زندگی کہلائے گی۔

ایک جانور اپنی غذا کے لئے دوڑ رہا ہے۔ ایک چڑیا موسم کی تبدیلی کے وقت کسی دوسرے بہتر علاقے کی تلاش میں اڑان کر رہی ہے، ایک بھڑ مٹی کے گارے سے اپنا مکان بنانے میں مصروف ہے، ہرن کا ایک غول جنگل کے درندوں سے بچاؤ کے لئے تدبیر اختیار کر رہا ہے۔ بظاہر یہ سب بامقصد عمل کی صورتیں ہیں، مگر بامقصد زندگی کا لفظ جب انسان کے لئے بولا جائے تو اس سے مراد اس قسم کی کوئی سرگرمی نہیں ہوتی۔ بے شک انسان کو دنیا میں جو کچھ کرنا ہے اس میں ایک کام یہ بھی ہے کہ وہ اپنے لئے کھانا، کپڑا، مکان اور دوسری ضروریات کا انتظام کرلے۔ مگر یہ مقصدیت کی وہ سطح ہے۔ جہاں انسان اور حیوان دونوں یکساں ہوتے ہیں۔ جبکہ انسان کے اعتبار سے بامقصد زندگی صحیح معنوں میں وہ ہوگی جہاں وہ اپنے حقیقی شرف کے ساتھ نظر آرہا ہو جب وہ مشترک حیوانیت سے آگے بڑھ کر ممتاز انسانیت کی شکل اختیار کرلے۔

دنیا میں دو طرح کی چیزیں ہیں۔ جاندار اور بے جان۔ ظاہر ہے کہ جاندار چیزوں کو بے جان اشیاء پر ایک برتری حاصل ہے۔ جاندار چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔ نباتات، حیوانات اور انسان۔ مگر حیات کا زیادہ اعلیٰ نمونہ حیوانات اور انسان ہیں۔ انسان کو حیوانات پر کس لحاظ سے فوقیت حاصل ہے اس کا جواب عرصہ سے دیا جاتا رہا ہے۔ اور

بڑے بڑے اذہان اس پر کام کرتے رہے مگر موجودہ دور کے علمائے حیاتیات کا ذہن جہاں آکر ٹھہرا ہے وہ یہ کہ انسان کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ تصوری فکر کی صلاحیت رکھتا ہے جبکہ حیوانات اس سے محروم ہیں۔ انسان جب سوچتا ہے تو وہ جانتا ہے کہ وہ کیا سوچ رہا ہے وہ اپنے عمل کا شعوری طور پر ذہن میں نقشہ بناتا ہے وہ ارادی فکر کے ساتھ کام کرتا ہے جبکہ حیوانات کا معاملہ اس سے مختلف ہے بظاہر وہ بھی بہت سے ایسے کام کرتے ہیں جو انسان کرتا ہے مگر ان کا عمل سوچ سمجھے فکر کا نتیجہ نہیں ہوتا بلکہ محض جبلت کے تحت ہوتا ہے۔ ان کی خواہشات زور کرتی ہیں ان ... ضروریات تقاضا کرتی ہیں۔ ان کی طبیعت انہیں اکساتی ہے اور اس طرح خارجی اثرات اور اندرونی دباؤ کے تحت وہ کوئی کام کرنے لگتے ہیں۔ انسان کی اسی امتیازی خصوصیت میں اس بات کا جواب ہے کہ وہ کون سا کام ہے جو انسان کا اعلیٰ ترین مقصد قرار پا سکتا ہے یہ مقصد وہی ہو سکتا جو خواہشات کے دباؤ یا فوری ضروریات کے تقاضے کے تحت نہ بنا ہو بلکہ وہ سوچی سمجھی راہ ہو جس میں انسان کے امتیازی وصف کی شان پائی جائے۔ جس میں انسانی شخصیت کا اعلیٰ ترین پہلو جگمگا رہا ہو، جس میں انسان اپنی بلند ترین حیثیت میں پوری طرح نمایاں ہو گیا ہو۔

یہاں پہنچ کر جب ہم قرآن مجید کو دیکھتے ہیں تو وہاں اس سلسلے میں ہمیں واضح راہنمائی ملتی ہے قرآن مجید میں انسانی زندگی کا مقصد ان لفظوں میں بیان کیا گیا ہے :۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَا اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ (ذاریات)

"اور میں نے جن اور انسان صرف اس لیے بنائے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں میں ان سے رزق نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں اللہ ہی روزی دینے والا زور آور مضبوط ہے۔

ان آیات میں انسانی زندگی کا مقصد اللہ کی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ یہ مقصد ایسا

ہے جس میں انسان کا امتیاز اپنی آخری شکل میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ یہ مقصد انسان کو حیوانی سطح سے اتنا اوپر لے جاتا ہے کہ حیوانی زندگی کی کوئی آلائش اس کے ساتھ باقی نہیں رہتی۔ اس آیت میں کہا گیا ہے کہ اللہ تم سے روزی نہیں مانگتا بلکہ وہ خود تمہاری روزی کا ذمہ دار ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت زندگی کا ایسا مقصد ہے جو محض اندرونی خواہشات کے زور یا خارجی اثرات کے دباؤ سے نہیں بن جاتا بلکہ وہ خالص فکر کے تحت وجود میں آتا ہے آدمی اپنی ذات اور اپنے ماحول سے بلند ہو کر سوچتا ہے جبھی وہ سمجھ سکتا ہے کہ کوئی بالاتر مقصد ہے جس کو اسے اپنی زندگی کا مرکز و محور بنانا چاہیے۔

جب ایک شخص کاروبار کرتا ہے، روپیہ کماتا ہے، مکان تعمیر کرتا ہے، معیار زندگی بڑھانے میں اپنی تمام تر قوتیں لگا دیتا ہے، عمدہ سواری، عمدہ مکان، عمدہ فرنیچر، عمدہ لباس اور عمدہ دسترخوان کا اہتمام کرتا ہے تو بظاہر وہ ایک مقصد میں لگا ہوا ہے مگر ایسی زندگی کو بامقصد زندگی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ انسان کی امتیازی حیثیت اس طرح کے کسی مقصد میں پوری طرح نمایاں نہیں ہوتی۔

انسان کا اعلیٰ ترین شرف کوئی ایسا مقصد ہی ہو سکتا ہے جو حقیقتاً خالص غور و فکر کے نتیجے میں وجود میں آیا ہو۔ یہ مقصد "خدا کی رضاجوئی" کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا جب آدمی اللہ کی رضا کو اپنا مقصد بناتا ہے تو اس وقت اس کے انسانی اوصاف پوری طرح جلوہ گر ہوتے ہیں۔ یہ ان تمام چیزوں سے بلند تر ایک مقصد ہے۔

زندگی کا مقصد، ایک لفظ میں زندگی کو بامعنی بنانے کی کوشش ہے۔ زندگی کو بامعنی بنانے کا منصوبہ ہمیشہ اس فرد کے اعتبار سے متعین ہوتا ہے جس کی زندگی کا بامعنی بنانا مطلوب ہو مثلاً بھیڑوں اور بکریوں کے گلہ کو بامعنی بنانا ہو تو اس کا منصوبہ حیوانی سطح پر بنے گا جیسا کہ عام طور پر ہم اس قسم کے منصوبوں میں دیکھتے ہیں۔ مگر انسان کا مقصد متعین کرنا، بالفاظ دیگر، انسان کی ہستی کو بامعنی بنانا ایک انسانی منصوبہ ہے نہ کہ حیوانی۔

بقیہ صفحہ نمبر19 پر